زاویہ

حقیقتِ استمداد

از افادات

حضرت ضیاء الامّت جسٹس

پیر محمّد کرم شاہ صاحب الازہری

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ بھیرہ شریف

مُرتب:

السیّد محمد اقبال شاہ گیلانی

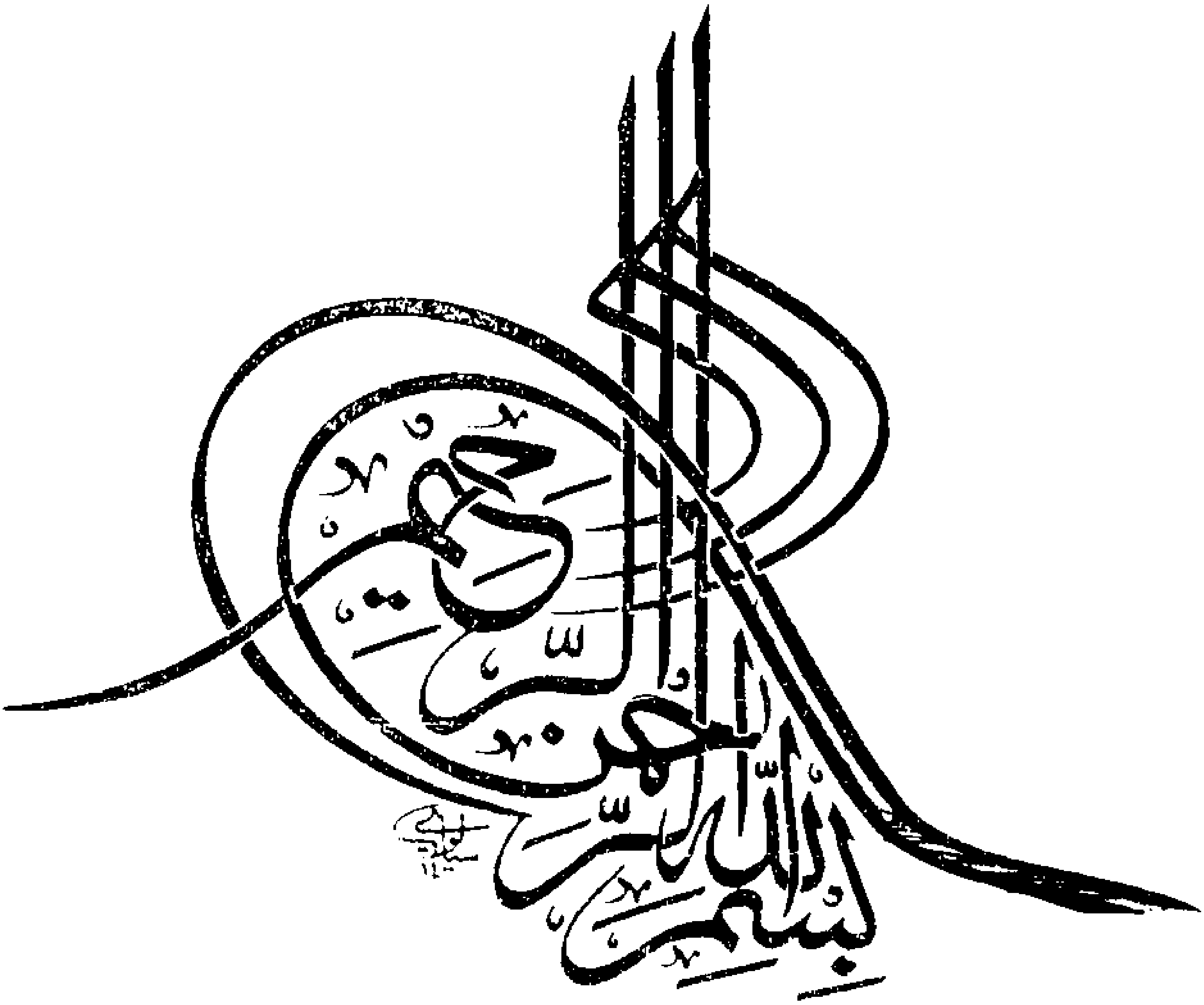
بسم الله الرحمن الرحيم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

تالیف ________ حقیقت استمداد

(ماخوذ از تفسیر ضیاء القرآن)

ازافادات ________ حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ شریف)

مرتبت ________ ابوالعابدین سید محمد اقبال شاہ گیلانی

صفحات ________ 64

ہدیہ ________ 25 روپے

ناشر ________ "زاویہ"

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور

کرم پبلی کیشنز سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

فہرست

(1)	اہلسنت والجماعت کا عقیدہ	۷
(2)	شرک اور شرک کا مراتب	۱۵
(3)	عبادت کی تعریف اور حقیقت	۱۷
(4)	استعانت بالغیر اور استعانت باللہ کی حقیقت	۱۹
(5)	سید احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ	۲۶
(6)	احکام شرعیہ کا یقینی علم	۴۴
(7)	عبداللہ بن ابی کو قمیض دینے میں حکمت	۶۰

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم○

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین المبعوث رحمۃ للعالمین وعلی الہ واصحابہ اجمعین○

اھل السنت والجماعت کا عقیدہ:

عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے بغیر کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور کسی کو الٰہ سمجھ کر پکارنا خواہ زندہ ہو یا مردہ انسان ہو یا غیر انسان، نزدیک ہو یا دور شرک ہے، لیکن کسی کو محض ندا کرنا جبکہ منادیٰ کے متعلق ندا کرنے والے کا یہ عقیدہ نہ ہو تو شرک نہیں۔
(ضیاء القرآن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب مدظلہ العالی' ارشاد الٰہی "من الذین فرقوا دینھم وکانو شیعا کل حزب ما لدیھم فرحون" ' (جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا اپنے دین کو اور خود گروہ گروہ ہو گئے' ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہیں) کی تفسیر میں لکھتے ہیں "امت میں اتحاد و اتفاق تب ہی برقرار رہ سکتا ہے جب سب صدق دل سے احکام اسلامیہ کی پیروی کر رہے ہوں' اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوں۔ اگر ہر شخص اپنی خواہشات کا پیروکار بن جائے اور اپنی رائے کو ہی واجب الاتباع خیال کرے تو پھر وہ وحدت برقرار نہیں رہ سکتی اور ایک امت مختلف فرقوں میں بٹتی چلی جاتی ہے' جس سے اس کی ہوا اکھڑ جاتی ہے' پہلی امتوں میں بھی اس قسم کی فرقہ بندیاں پیدا ہو گئی تھیں ان کے علماء اور ان کے امراء نے اپنے ذاتی وقار اور اپنے سیاسی اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے

مذہب کو اپنی اغراض کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک امت بیسیوں فرقوں میں بٹ کر رہ گئی اور ہر فرقہ کے درمیان نفرت اور تعصب کی ایسی خلیج حائل ہو گئی کہ وہ آپس میں مل بیٹھنے کے قابل بھی نہ رہے۔ یہودی اور عیسائی ایسے گروہوں میں بٹ گئے تھے کہ ہر ایک گروہ اپنے سوا سب کو گمراہ کہتا اور قابل گردن زدنی خیال کرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی امت کو اس قسم کی تفرقہ اندازی سے منع فرما رہا ہے"۔

اپنی معرکہ آراء تفسیر کے مقدمہ میں یوں اپنے درد کا اظہار کرتے ہیں۔

"یہ ایک بڑی دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرور زمانہ سے اس امت میں بھی افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے' جسے **"واعتصموابحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا"** کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ امت بھی بعض خود غرض اور بدخواہ لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے متنازع گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور جذبات میں آئے دن کشیدگی اور تلخی بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنے کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ انہیں قرآن حکیم کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلنشیں پیرایہ میں پیش کیا جائے' پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے اور ہمیں یہ فرض بڑی دل سوزی سے ادا کرنا چاہئے اس کے بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کر دیں۔ وہ حی و قیوم چاہے تو انہیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے وما ذلک علی اللہ بعزیز اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے۔ جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت'

قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملت اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے ان رستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے، اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں، ان ناسوروں کو اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔

میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کروں جو قرآن کریم کی آیات بینات، احادیث صحیحہ یا امت کے علماء حق کے ارشاد سے ماخوذ ہے تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہل غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وہ اٹھ جائیں، اور حقیقت آشکار ہو جائے۔ بفضلہ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور ان لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملت کا ایک حصہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ العیاذ

باللہ خداوند کریم ہمارے حال زار پر رحم فرمائے اور دلوں کو حسد اور نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبت والفت پیدا فرمائے۔ "وھو علی کل شیء قدیر"۔

برادران اسلام! اس افتراق و انتشار آمیز دور کے پیش نظر اور حضور ضیاء الامت مدظلہ العالی کے احساسات و جذبات پڑھ کر میں نے سوچا کہ امت مسلمہ کی باہمی نفرت اور غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے کیوں نہ مختلف فیہ مسائل کے متعلق تفسیر ضیاء القرآن سے ماخوذ کر کے حضور ضیاء الامت کی تحقیق و تدقیق کو چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں کی شکل میں پیش کیا جائے تاکہ ہر خاص و عام یکساں استفادہ کر سکے۔ یہ صرف میں نے اپنے استاد اور مرشد سے اظہار عقیدت کے لئے نہیں کیا بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور ضیاء الامت کی تحریر میں جو دلنشینی' پختگی اور دل آویزی ہے کسی اپنے اور بیگانے سے مخفی نہیں' آپ کی تحریر میں کانٹوں کی چبھن نہیں بلکہ گلوں کی نزاکت و لطافت ہے' باد صرصر کی تندی نہیں بلکہ باد نسیم کی دلکشی ہے' انداز درشت اور معاندانہ نہیں بلکہ شفقت و پیار کا آئینہ دار ہے نفرت و دلازاری کی بجائے لفظ لفظ میں خلوص و للہیت کی خوشبو مہکتی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ امت مسلمہ کو فائدہ ہوگا۔

پہلے میں نے حضور نبی رحمت ﷺ کے علم خداداد کے عنوان سے ایک مقالہ ماخوذ کیا ہے' اب تدعون من دون اللہ کے مضمون کو قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں' اس کے بعد بھی میرے ذہن میں کئی عنوان موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو ان کو بھی جمع کرنے کی کوشش کروں گا اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے' اور امت مسلمہ کے افتراق و انتشار کو ختم کرنے کا باعث بنائے۔ آمین بجاہ طہ و یٰسین (صلی اللہ علیہ

وسلم)۔

ہمارے اس مقالے میں مندرجہ ذیل علماء و مفسرین کے حوالہ جات درج ہیں۔

1 :- سید محمود آلوسی بغدادی

2 :- امام فخرالدین رازی

3 :- قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی

4 :- علامہ ابن قیم

5 :- علامہ ابن جریر

6 :- علامہ جلال الدین السیوطی

7 :- علامہ زمخشری

8 :- شاہ ولی اللہ

9 :- شاہ عبدالعزیز

10 :- اسماعیل دہلوی

11 :- قاسم نانوتوی

12 :- علامہ ثناء اللہ پانی پتی

13 :- ابوعبداللہ قرطبی

14 :- ابوحیان اندلسی

15 :- علامہ ابن کثیر

16 :- علامہ شرف الدین بوصیری

17 :- علامہ عثمانی

18 :- علامہ محمود الحسن

19 :- مولانا ابوالاعلی مودودی

20 :- مولانا اشرف علی تھانوی

مسئلہ کی وضاحت کے لئے میں نے حضرت ضیاء الامت کے حوالہ سے ہی شرک' عبادت' اور استعانت کا مفہوم و مطلب بیان کر دیا ہے تاکہ قرآن کریم کی آیات بینات' جن میں تدعون من دون اللہ وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں' کی تفسیر پڑھتے ہوئے کسی قسم کا اشکال پیدا نہ ہو' **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثیرا" کثیرا"**

○

شرک اور شرک کے مراتب:

حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی سورہ نساء کی آیت نمبر 48 کے ضمن میں لکھتے ہیں:

علامہ ابوعبداللہ الانصاری القرطبی نے اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں شرک کے متعلق بہترین بحث کی ہے جس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ شرک کے تین مرتبے ہیں اور تینوں حرام ہیں۔

1- **اصلہ اعتقاد شریک اللہ فی الوھیتہ وھو الشرک الاعظم و ھوشرک الجاھلیتہ** یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی انسان، جن، شجر و حجر کو الہ یقین کرنا یہی شرک اعظم ہے اور عہد جاہلیت کے مشرکین یہی شرک کیا کرتے تھے، جیسے سورہ الصافات میں ان کے متعلق ہے **وانا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون و یقولون ءانا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون○** جب انہیں یہ بتایا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خدا نہیں تو تکبر کرتے اور کہتے کیا اس شاعر دیوانہ کے

کہنے پر ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں۔

2- **ویلیہ فی الرتبتہ اعتقاد شریک للہ تعالی فی الفعل وھو من قال ان موجودا ما غیر اللہ تعالی یستقل با حداث فعل و ایجادہ و ان لم یعتقد کونہ الھا** ○ یعنی شرک کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ کسی کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ مستقل طور پر اور بالذات اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی کام کر سکتا ہے اگرچہ اس شخص کو الہ نہ مانتا ہو۔

3- **ویلی ھذہ الرتبتہ الشرک فی العبادۃ و ھوالریاء**(5 : 181) یعنی کسی کو عبادت میں شریک کرنا اور یہ ریا ہے اور یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ اس کے بعد حضرت ضیاء الامت لکھتے ہیں "اب آپ انصاف فرمایئے کہ کوئی مسلمان کسی کے متعلق خواہ ذات پاک مصطفیٰ علیہ اطیب التحیتہ واجمل الثناء ہی ہو یہ اعتقاد رکھتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وہ صاحبان جو مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں اور وہ تمام آیات جو مشرکین مکہ اور کفار عرب کے حق میں نازل ہوئیں جن کے شرک کی کیفیت اوپر مذکور ہوئی' سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں کیا انہیں خدا کا خوف نہیں۔ وہ ڈریں کہیں ان کا شمار **یحرفون الکلم عن مواضعہ** کے زمرہ میں نہ ہو۔

عبادت کی تعریف اور حقیقت:

حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی "ایاک نعبد" کے تفسیری حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

"عبادت کیا ہے؟ آپ کو لغت و تفسیر کی ساری کتابوں میں اس کا یہ معنی ملے گا اقصی غایۃ الخضوع والتذلل۔ یعنی حد درجہ کی عاجزی اور انکسار۔ مفسرین اس کی مثال سجدہ سے دیتے ہیں۔ حالانکہ صرف سجدہ ہی عبادت نہیں بلکہ حالت نماز میں تمام حرکات و سکنات عبادت ہیں۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا' رکوع اور رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا' سجدہ اور اس کے بعد حالت التحیات میں دو زانو بیٹھنا' سلام کے لئے دائیں بائیں منہ پھیرنا۔ یہ سب عبادت ہیں۔ اگر عبادت صرف تذلیل و انکسار کے آخری مرتبہ کا نام ہے اور یہ آخری مرتبہ سجدہ ہی ہے تو کیا یہ باقی چیزیں عبادت نہیں۔ اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر یہ ساری چیزیں مطلقاً عبادت ہیں تو اگر کوئی شاگرد اپنے استاد کے سامنے اور بیٹا اپنے باپ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتا ہے یا ان کی آمد پر کھڑا ہو جاتا ہے تو کیا یہ کہنا درست ہو گا کہ اس نے اپنے استاد یا باپ کی عبادت کی اور ان کو اپنا معبود بنالیا۔ حاشاوکلا۔ پھر وہ کونسی چیز ہے جو ان حرکات و سکنات کو اگر یہ نماز میں ہوں تو عبادت بنا دیتی ہے اور یوں

کھڑے ہونے کو (ہاتھ باندھے یا کھولے ہوئے) اور اس طرح بیٹھنے کو اور دائیں بائیں منہ پھیرنے کو تذلل و انکسار کے آخری مرتبہ پر پہنچا دیتی ہے۔ اور اگر یہی امور نماز سے خارج ہوں تو نہ ان میں غایت خضوع ہے اور نہ یہ عبادت متصور ہوتے ہیں۔ تو اس کا ممیز ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جس ذات کے لئے اور جس کے سامنے آپ یہ افعال کر رہے ہیں اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ اگر آپ اس کو اللہ اور معبود یقین کرتے ہیں تو یہ سب اعمال عبادت ہیں اور سب میں غایتہ تذلل و خضوع پایا جاتا ہے لیکن اگر آپ اس کو عبد اور بندہ سمجھتے ہیں نہ خدا نہ خدا کا بیٹا نہ اس کی بیوی' نہ اس کا اوتار تو یہ اعمال عبادت نہیں کہلائیں گے۔ ہاں آپ ان کو احترام' اجلال اور تعظیم کہہ سکتے ہیں۔ البتہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا اجمل الصلوۃ واطیب السلام میں غیر خدا کے لئے سجدہ تعظیم بھی ممنوع ہے۔ یہ سمجھ لینے کے بعد اب یہ بات خود بخود واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے بغیر کوئی دوسری چیز ایسی نہیں جس کی عبادت شرعاً" یا عقلاً" درست ہو۔ سب سے بالاتر اور قوی تر وہ' سب کا خالق اور سب کو اپنی تربیت سے مرتبہ کمال تک پہنچانے والا وہ۔ لطف و کرم کا پیہم مینہ برسانے والا وہ۔ بندہ ہزار خطائیں کرے لاکھوں جرم کرے اپنی رحمت سے معاف فرمانے والا وہ' اور قیامت کے دن ہر نیک و بد کی قسمت کا فیصلہ فرمانے والا وہ' تو اسے چھوڑ کر انسان کسی غیر کی عبادت کرے تو آخر کیوں؟ بلکہ اس کے بغیر اور ہے ہی کون جو معبود اور الٰہ ہو اور اس کی پرستش کی جائے؟ اسی لئے قرآن نے ہمیں صرف یہ تعلیم نہیں دی کہ نعبدک کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں کیونکہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ اوروں کی بھی۔ بلکہ یہ سبق سکھایا کہ ایاک نعبد۔ صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور کسی کی نہیں کرتے۔

استعانت بالغیر اور استعانت باللہ کی حقیقت:

حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی وایاک نستعین کے تحت لکھتے ہیں یعنی جیسے ہم عبادت صرف تیری ہی کرتے ہیں اسی طرح مدد بھی صرف تجھی سے طلب کرتے ہیں تو ہی کارساز حقیقی ہے تو ہی مالک حقیقی ہے ہر کام میں' ہر حاجت میں تیرے سامنے ہی دست سوال دراز کرتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس عالم اسباب میں اسباب سے قطع نظر کر لی جائے۔ بیمار ہوئے تو علاج سے کنارہ کش' تلاش رزق کے وقت وسائل معاش سے دست بردار' حصول علم کے لئے صحبت استاذ سے بیزار۔ اس طریقہء کار سے اسلام اور توحید کو کوئی سروکار نہیں' کیونکہ وہ جو شافی' رزاق اور حکیم ہے اسی نے ان نتائج کو ان اسباب سے وابستہ کر دیا ہے۔ اسی نے ان اسباب میں تاثیر رکھی ہے اب ان اسباب کی طرف رجوع استعانت بالغیر نہیں ہوگی۔ اسی طرح ان جملہ اسباب میں سب سے قوی تر اور اثر آفریں سبب دعا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا **الدعاء یرد القضاء** کہ دعا تو تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے۔ اور اس میں بھی کلام نہیں کہ محبوبان خدا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی عاجزانہ اور نیاز مندانہ التجاؤں کو ضرور شرف قبول بخشے گا۔ چنانچہ حدیث قدسی' جسے امام بخاری اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے' میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے **لان سالنی لا عطینہ ولان استعاذنی لا عیذنہ** ۔ اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے گا تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا' اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا۔ تو اب اگر کوئی شخص ان محبوبان الٰہی کی جناب میں خصوصاً" حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے حضور میں کسی نعمت کے حصول یا کسی مشکل کی کشود کے لئے التماس دعا کرتا ہے تو یہ بھی استعانت

بالغیر اور شرک نہیں بلکہ عین اسلام اور عین توحید ہے۔ ہاں اگر کسی ولی' شہید یا نبی کے متعلق کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ مستقل بالذات ہے اور خدا نہ چاہے تب بھی یہ کر سکتا ہے تو یہ شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہے اس حقیقت کو حضرت شاہ عبدالعزیز نے نہایت بسط کے ساتھ اپنی تفسیر میں رقم فرمایا ہے اور اس کا ماحصل مولانا محمود الحسن صاحب نے اپنے حاشیہ قرآن میں ان جامع الفاظ میں بیان کیا ہے:

"اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ سے ہی ہے۔"

اور اس طرح کی استعانت تو پاکان امت کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ جناب رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

وانت مجیری من ھجوم ملمۃ

اذا انشبت فی القلب شر المخالب

ترجمہ: یا رسول اللہ! حضور مجھے پناہ دینے والے ہیں جب مصیبتیں ٹوٹ پڑیں اور دل میں اپنے بے رحم پنجے گاڑ دیں۔

بانیء دیوبند عرض کرتے ہیں:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامیء کار۔

اب وہ آیات بینات معہ ترجمہ و تفسیر ملاحظہ فرمائیں جن میں یدعون' تدعون' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور حقیقت حال سے آگاہی حاصل کیجئے۔

آیت نمبر1:

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبو الکم ان کنتم صدقین○

ترجمہ : "(اے کفار) بیشک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا بندے ہیں تمہاری طرح تو پکارو انہیں پس چاہئے کہ قبول کریں تمہاری پکار کو اگر تم سچے ہو۔"

تفسیر ضیاء القرآن: قرآن کریم کی وہ آیات جہاں دعا یدعو کے فاعل مشرک ہیں اور مفعول ان کے معبودان باطل ہیں وہاں تمام متقدمین علماء تفسیر نے دعا یدعو کا معنی عبد یعبد (عبادت کرنا) کیا ہے **تدعون ای تعبدون و قیل تدعونھا الھتہ** (قرطبی) **ای تعبدونھم الھتہ** (بیضاوی، مظہری) **ان الذین تدعون ایھا المشرکون الھتہ من دون اللہ و تعبدونھا** (ابن جریر)

اس سے پہلے بھی جتنی آیات گزری ہیں جن میں یدعون، تدعون وغیرہ الفاظ ہیں وہاں بھی ان کا معنی **یعبدون**، تعبدون معتبر مفسرین کے حوالہ سے نقل ہوتا آیا ہے، (ہم ان آیات کا ذکر انشاء اللہ بعد میں کریں گے) کیونکہ آج کل یہ چیز عام موضوع سخن بنی ہوئی ہے۔ اور بعض غیر ذمہ دار لوگ ان کلمات کے مفہوم کو صحیح نہ سمجھ سکنے کے باعث جمہور اہل اسلام کی تکفیر اور ان کو مشرک ثابت کرنے میں اپنی زبان و قلم کا سارا زور صرف کر رہے ہیں، اس لئے اگر اس کی مزید وضاحت ہو جائے تو بفضلہ تعالیٰ شاید تلخی کم ہو اور اس غیر صحت مند فضا میں کوئی خوش آئند تبدیلی رونما ہو جائے، علامہ ابن قیم نے لفظ دعا کی تحقیق کرتے ہوئے خوب لکھا ہے فرماتے ہیں:

الدعاء نوعان دعاء عبادۃ و دعاء مسالہ والعابد داع والسائل داع (**جلاء الافھام**) یعنی دعا کی دو قسمیں ہیں ایک دعا بمعنی عبادت ہے اور اک دعا بمعنی سوال ہے۔ عبادت کرنے والے کو بھی داعی کہتے ہیں اور سائل

کو بھی داعی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے لیکن کسی سے مانگنا یا سوال کرنا شرک نہیں۔ جن لوگوں نے قرآن حکیم میں کبھی غور و فکر کیا ہے ان پر مخفی نہیں کہ کفار و مشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا؟ وہ ان کو الٰہ مانتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔

انهم کانو اذا قیل لهم لا الہ الا اللہ یستکبرون ویقولون انا لتار کو الهتنا لشاعر مجنون(صافات) جب انہیں کہا جاتا کہ کہو لا الہ الااللہ تو وہ غرور کرتے ہوئے کہتے ہیں کیا ہم ایک شاعر مجنون کے کہنے پر اپنے **الهۃ** (خداؤں) کو چھوڑ دیں۔ اگر آج بھی کوئی کسی کو الہ مانے اور اس کی عبادت کرے خواہ جس کو وہ الہ مان رہا ہے اور عبادت کرتا ہے انسان ہو یا غیر انسان۔ زندہ ہو یا مردہ اس کو پکارنا خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے شرک ہے۔ لیکن کسی کو محض ندا کرنا جبکہ منادیٰ کے متعلق ندا کرنے والے کا یہ عقیدہ نہ ہو شرک نہیں اور اس کو بھی شرک قرار دینا بہت بڑی جسارت اور زیادتی ہے حقیقت یہ ہے کہ جو دعا (پکارنا) شرک ہے وہ ہر حال میں شرک ہے اور جو شرک نہیں وہ کسی حال میں بھی شرک نہیں' انسان اور غیر انسان' زندہ اور فوت شدہ' نزدیک اور دور کی قیود سب من گھڑت ہیں' آپ غور فرمایئے اگر دور سے پکارنا ہی شرک ہو تو کیا کسی بت کے پاس بیٹھ کر اسے پکارنا شرک نہیں ہوگا اگر آپ کہیں کہ کیونکہ یہ بیجان ہیں اس لئے ان کو نزدیک سے پکارنا بھی شرک ہے تو آپ کا ان لوگوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو زندہ فرعون کی اس کے سامنے کھڑے ہو کر پرستش اور عبادت کیا کرتے تھے اور اس کے روبرو اس سے فریاد کیا کرتے تھے یقیناً وہ بھی مشرک تھے' اگرچہ وہ دور سے پکار نہیں رہے تھے اگرچہ وہ بے جان کو پکار نہیں رہے تھے تو جو چیز مابہ الامتیاز ہے وہ یہ ہے کہ پکارنے والا جس کو پکار رہا ہے اس کے متعلق اس کا عقیدہ

کیا ہے اگر وہ اس کو الہ' معبود اور خدا یقین کرتا ہے تو یہ شرک ہے۔ خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے وہ زندہ ہو یا مردہ' قرآن کریم نے بارہا اس کی تصریح کی ہے لا تدعو مع اللہ الہا اخر کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا سمجھ کر مت پکارو۔ اس لئے بارگاہ رسالت ماب ﷺ میں عرض حال کرنا یا صلوۃ وسلام پیش کرنا شرک نہیں' جیسے بعض غلو پسند لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے مسلمانوں کو مشرک بنانا' اپنے فن خطابت کا کمال سمجھا ہوا ہے' کوئی کلمہ گو حضور رحمت للعالمین کو الہ نہیں سمجھتا اور نہ حضور کی عبادت کرتا ہے بلکہ ہر نماز میں کئی بار وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ اشھدان محمدا" عبدہ ورسولہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں' وہ آیات جو مشرکین عرب کے حق میں نازل ہوئیں ان کو اہل اسلام پر چسپاں کرنا تو خارجیوں کا شیوہ تھا۔ معلوم نہیں اپنے آپ کو اہل سنت کہلانے والے خوارج کے پیروکار کب سے بن گئے ہیں؟ فخر المفسرین امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں بڑی نفیس بحث کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ تو بتوں کے پرستار تھے اور بت پتھر اور لکڑی کے بے جان مجسمے ہوئے کرتے تھے ان کو عباد امثالکم (تمہارے جیسے بندے) کیوں کہا گیا؟ امام نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ کیونکہ مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں اس لئے ان کے اعتقاد کے مطابق ان سے بات کی گئی۔ اور ان ساری آیتوں میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا۔

وردت ھذہ الالفاظ علی وفق معتقد اتھم ولذلک قال فادعوھم فلیستجیبو الکم ولم یقل فلیستجبن لکم وقال ان الذین ولم یقل ان التی۔ 2 یہ الفاظ بطور استہزاء استعمال کئے گئے ہیں۔ یعنی اے عقل کے دشمنو! اگر تمہاری بات ایک منٹ کے لئے مان بھی لی جائے کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں تو پھر

بھی یہ زیادہ سے زیادہ تمہاری طرح انسان ہی ہوں گے۔ یہ آخر خدا کیونکر بن گئے اور اپنے جیسے انسان کی بندگی کا پٹہ گلے میں ڈالنا کہاں کی دانشمندی ہے' اور ولی معرض الاستهزاء بهم ای قصاری امرهم ان یکونوا احیاء عقلاء فان ثبت ذالک فهم عباد امثالکم ولا فضل لهم علیکم فلم جعلتم انفسکم عبیدا وجعلتموها الهته واربابا (کبیر)۔

علامہ قرطبی نے بتوں کو عباد کہنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح اس کے مملوک ہیں اور تمہاری طرح اس کے پیدا کردہ ہیں:

وسمیت الاوثان عبادا" لانها مملوکته لله مسخرة۔ الحسن۔ المعنی ان الاصنام مخلوقته امثالکم (قرطبی)

آیت نمبر2

ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیامته هم عن دعائهم غافلون۔ (5) احقاف ج چہارم۔

ترجمہ: اور کون زیادہ گمراہ ہے اس (بدبخت) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا اور وہ ان کے پکارنے سے ہی غافل ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن: مشرکین بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے انہوں نے بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ (360) بت نصب کر رکھے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں جو مورتیاں انہوں نے سجا رکھی تھیں وہ ان کے علاوہ تھیں' ان کی اس کھلی گمراہی بلکہ حماقت کو بڑے موثر انداز میں پیش کیا جا رہا ہے کہ اے عقل کے اندھو! تم ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں وہ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا خاک کریں گے۔ اس سے زیادہ نادان اور گمراہ اور کون ہو سکتا ہے۔ علامہ ابن کثیر اس آیت کی

تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای اضل ممن یدعوا من دون اللہ احساما" و یطلب منھا مالا تستطیعہ الی یوم القیامۃ وھی غافلۃ عما یقول لا تسمع ولا تبصرولا تبطش لا نھا جماد حجارۃ صم (تفسیر ابن کثیر)

یعنی اس آدمی سے زیادہ گمراہ اور کوئی نہیں جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے جو وہ کہہ رہا ہے وہ اس سے غافل ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ پکڑتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں وہ بالکل بہرے ہیں۔ علامہ ابو حیان اندلسی کی عبارت بھی ملاحظہ ہو:۔

یدعون من دونہ جمادا" لا یستجیب لھم ولا قدرۃ بہ علی استجابتہ یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو انہیں نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ اس میں جواب دینے کی طاقت ہے۔

بعض مہم جو لوگ جو ملت کے اتحاد کو انتشار کا شکار بنانا چاہتے ہیں، رات دن اس دھن میں لگے رہتے ہیں کہ ملت میں نئی ملت تخلیق کریں وہ یہ آیت اہل سنت پر چسپاں کرتے ہیں۔ **معاذ اللہ!** بحمدہ تعالیٰ اہل سنت میں سے کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ بھی اللہ جل مجدہ کے سوا کسی کی خدائی اور الوھیت کا عقیدہ فاسدہ نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تمام نبیوں کے سردار، تمام رسولوں کے سرتاج، اپنے آقا و مولا اور دونوں جہاں کے آسرا محمد مصطفیٰ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ **اشھد ان محمدا" عبدہ و رسولہ** اور نماز میں کئی کئی بار اس شہادت کا اعادہ کرتا ہے، تو وہ کسی اور کو کیونکر خدا یا خدا کا ہمسر اور شریک تصور کر سکتا ہے یہ محض بہتان اور افتراء عظیم ہے کہ اہل سنت کسی کو خدا کا شریک بناتے ہیں، "**ھذا افک مبین و بھتان عظیم**"

خارجیوں (جدید و قدیم) کے علاوہ تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ حضور سرور عالم کی بارگاہ بیکس پناہ میں جو کوئی غلام صلوۃ و سلام عرض کرتا ہے تو حضور اس کو سلام کا جواب فرماتے ہیں جس کو خواص' اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور لذت جواب سے سرشار ہوتے ہیں۔

سید احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ:-

مصر کے مشہور ولی کامل حضرت سید احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو بصد ادب و نیاز عرض کی الصلاۃ والسلام علیک یا جدی۔ اے میرے نانا پاک آپ پر صلاۃ و سلام ہو۔ روضہ اقدس سے جواب آیا وعلیک السلام یا ولدی۔ اے میرے بچے تجھ پر بھی سلام۔ یہ سن کر آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور فی البدیہہ یہ رباعی عرض کی۔

فی حالتہ البعد روحی کفت   تقبل الارض عنی وھی نائبتی

اتزملھا جب میرا جسد خاکی یہاں سے دور تھا تو میں آستانہ بوسی کے لئے اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا۔

وھذہ دولہ الاشباح قد حضرت   فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی

ترجمہ: اب تو میں خود بارگاہ اقدس میں حاضر ہوں دست پاک نکالئے تاکہ میں بوسہ دے کر دل کی حسرت پوری کر سکوں۔

دست مبارک باہر آیا جس کو آپ نے بوسہ دیا۔ ہزار ہا آدمیوں نے اس کو دیکھا۔

اس واقعہ کو دیگر علماء کے علاوہ علامہ سیوطی نے شرح الصدور میں اور مولانا تھانوی نے اپنے رسائل میں بیان کیا ہے۔

حضرت شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کو فالج کا مرض لاحق ہوا

نصف جسم بے کار ہو گیا۔ آپ نے حضور سرور عالم کی جناب میں فریاد کی۔ اسی رات زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور نے دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا۔ یہ فوراً" شفایاب ہو گئے مولانا اشرف تھانوی نشر الطیب مطبوعہ دیوبند ص 232 پر اس واقعہ کو لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں' اسے آپ بھی پڑھیے۔

"اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اس نے درخواست کی کہ مجھ کو وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا ہے' انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ' اس نے کہا جس کے اول میں ہے امن تذکر جیران بذی سلم۔ ان کو تعجب ہوا۔ کیونکہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جب یہ حضور کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا۔ اور آپ خوش ہو رہے تھے"۔

یہ قصیدہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے' اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے پسند فرمایا اس کا ایک شعر آپ بھی سن لیں۔ ان شرک سازوں کے فتووں کی حقیقت کھل جائے گی۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذ

سواک عند حلول الحادث العمم

اے ساری مخلوق سے زیادہ سخی! مصائب و آلام کے وقت حضور کے بغیر میں کسی کے دامن میں پناہ لوں۔ ہمارے عہد کے نابغہ روزگار شاعر عبدالعزیز خالد کے یہ اشعار بھی سن لیجئے۔

تو خورشید سحر تو بدر کامل ہر دا تیری
نگاریں' مشک آگیں عنبر افشاں یا رسول اللہ

تیری رحمت کے دروازے کھلے ہیں ہر کہ ومہ پر
ہے تو احد انیس مستمداں یا رسول اللہ

عزیز خاطر آشفتہ حالاں کون دنیا میں
تیرے دیوانے پکڑیں کس کا داماں یا رسول اللہ

آخر میں شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت بھی پیش نظر رکھئے۔ وہ اپنے پیر سید احمد بریلوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم، حضرت بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہما نے ان کو بیک وقت قادری اور نقشبندی سلسلہ کا فیض بخشا۔ چشتی سلسلہ سے حصول فیض و نسبت کے متعلق دہلوی صاحب لکھتے ہیں۔

"روزے حضرت ایشاں بسوئے مرقد منور حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد مبارک ایشاں مراقب نشستند دریں اثناء بروح پر فتوح ایشاں ملاقات متحقق شدہ و آنجناب بر حضرت ایشاں توجہ بس قوی فرمودند کہ بسبب آں توجہ ابتدائی حصول نسبت چشتیا متحقق شد

(صراط مستقیم صف 166 مطبع فخر المطابع لکھنؤ)

یعنی ایک دن سید احمد صاحب حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے اور وہاں مراقبہ میں بیٹھے۔ اسی اثناء میں حضرت کی روح پر فتوح سے ملاقات نصیب ہوئی۔ خواجہ خواجگاں نے آپ پر بڑی زور دار توجہ فرمائی۔ اس توجہ کی برکت سے نسبت چشتیہ کے حصول کی ابتدا ہوئی۔

آیت نمبر3

ان تدعوھم لا یسمعوا دعاء کم ولو سمعوا ما استجا بوا لکم ویوم القیامتہ یکفرون بشر ککم ولا ینبئک مثل خبیر(14) فاطر۔

ترجمہ :- اگر تم انہیں پکارو تو نہ سن سکیں گے تمہاری پکار اور اگر وہ بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری التجا قبول نہیں کر سکیں گے اور روز قیامت صاف انکار کر دیں گے تمہارے شرک کا اور (حقیقت حال سے) تجھے کوئی آگاہ نہیں کر سکتا خدا خبیر کی مانند۔

تفسیر ضیاء القرآن : مشرکین کے معبودوں کی بے بسی کا مزید بیان ہے کہ یہ بے جان مورتیاں تم لاکھ چیخو! فریاد کرو انہیں کیا خبر کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور بالفرض یہ سن بھی لیں تو یہ تمہاری کیا مشکل حل کر سکتی ہیں۔ جب ان کے پاس سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں کوئی طاقت ہی نہیں۔ قیامت کے روز جنہیں دنیا میں معبود بنایا گیا تھا وہ صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ نہ ہم معبود تھے نہ ہم نے ان کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا اور نہ ہمارا اور ان کا باہمی کوئی تعلق تھا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ بت تو اس لئے جواب نہیں دیں گے کہ وہ بے جان' نہ سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں لیکن جو کم بخت فرشتوں کو یا اللہ تعالیٰ کے مقربین کو پکارتے ہیں وہ اس لئے جواب نہیں دیں گے کہ ان گمراہوں نے انہیں خدا سمجھ رکھا تھا۔ حالانکہ وہ خدا سے بالکل الگ تھلک تھے پس وہ ایسے لوگوں کی فریاد کا کیوں جواب دیں گے جو ان پر اتنی بڑی تہمت لگا رہے تھے۔

وکیف یجیبون زاعم ذالک فیھم و لیہ من التھمتہ ما لیہ (روح المعانی)

معلوم ہوا کہ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خدا

اور معبود مانتے تھے ان بدبختوں کی حرماں نصیبی کا یہ حال ہوگا۔

کسی ولی سے اس کی ظاہری زندگی یا اس کے وصال کے بعد دعا کے لئے التماس کیا جائے یا بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا جائے تو اسے بعض لوگ عبادت شمار کرتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو بلا تامل مشرک کہہ دیتے ہیں حالانکہ ایسا کرنے والا نہ ان کو خدا مانتا ہے نہ ان کو قادر مطلق سمجھتا ہے اور نہ اس کے دل میں یہ واہمہ ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تب بھی یہ حضرات اس کی مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ البتہ وہ ان پاکیزہ ہستیوں کو اپنے سے بہتر متقی اور خداوند تعالیٰ کا فرمانبردار سمجھتے ہیں اور یہ حسن ظن رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اور کسی غیر سے دعا منگوانا ہرگز شرک نہیں۔ حضور سرور عالم نے تو حضرت سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی المرتضیٰ کو وصیت فرمائی تھی کہ وہ اویس قرنی سے اپنے لئے اور امت مسلمہ کے لئے دعا کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط سے بچائے اور عقیدہ توحید پر ہر حالت میں ثابت قدم رکھے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔**

آیت نمبر4

ان یدعون من دونہ الا اناثا وان یدعون الا شیطانا مریدا (117) النساء

ترجمہ : نہیں عبادت کرتے یہ مشرک اللہ کے سوا مگر دیویوں کی اور نہیں عبادت کرتے مگر شیطان سرکش کی۔

تفسیر ضیاء القرآن: پہلے شرک کے متعلق تصریح کی اب مشرکین کی حماقت اور سفاہت کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ اگر خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں تو کس کو؟ ان لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے بتوں کو۔ ان کے معبودوں کو اناث (عورتیں)

کہا گیا ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان کے بیشتر معبودوں کے نام عورتوں کے سے تھے جیسے لات منات' عزیٰ وغیرہ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر قبیلہ جس بت کی پرستش کیا کرتا تھا اسے انثی بنی فلاں کہا جاتا تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ کیونکہ وہ بے جان مورتیاں تھیں اس لئے انہیں اناث سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ مونث بھی انفعال پذیر ہوا کرتی ہے اور کسی میں اثر نہیں کرتی اس طرح یہ لکڑی پتھر وغیرہ بھی مونث کی طرح صرف منفعل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں' فاعل نہیں ہوتے اس لئے انہیں اناث کہا گیا(بیضاوی) لفظ یدعون کا معنی ابن جریر' اور مولانا تھانوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں"۔ (بیان القرآن) تفہیم القرآن میں اس کا ترجمہ یوں درج ہے "وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں"۔

اہل سنت پر ایک الزام اور اس کا ازالہ۔

آیت نمبر5

والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی○

ترجمہ : اور جنہوں نے بنا لئے اس کے سوا اور والی (اور کہتے ہیں) ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر محض اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔

تفسیر ضیاء القرآن : کفار کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ اپنے بتوں اور مصنوعی خداؤں کی پرستش کرتے اور اگر انہیں ٹوکا جاتا کہ تم یہ کیا حماقت کر رہے ہو' ہر لحظہ جو ان کی پوجا پاٹ میں لگے رہتے ہو کیا انہوں نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ کیا اس عالم رنگ و بو کے خالق وہ ہیں؟ زمین کا فرش انہوں نے بچھایا ہے؟ آسمان کا نیلگوں سائبان اور اس میں

آویزاں ان گنت ضیاء بار قندیلیں ان کی قدرت کا کرشمہ ہیں؟ جواب دیتے نہیں۔ تو پھر تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ تو کہتے ہیں کہ ان کی عبادت سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے' یہ ہمیں خدا کا مقرب بنا دیتے ہیں۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے بغیر کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ مشرکین عرب نے اللہ تعالیٰ کی عبادت قطعا" ترک کی ہوئی تھی وہ کہتے ہم گنہگار اس قابل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہم تو فقط ان بتوں کی عبادت کریں گے اور ان کی عبادت سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہو گا۔ امام رازی رقم طراز ہیں:

حاصل الکلام لعباد الاصنام ان قالوا ان الالہ الا عظم اجل من ان یعبدہ البشر لکن اللائق بالبشر ان یشتغلوا بعبادۃ الاکابر من عباد اللہ مثل الکواکب و مثل الارواح السماویہ ثم انھا تشتغل بعبادۃ الالہ الاکبر فھذا ھو المراد من قولھم ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی○ (کبیر)

ترجمہ: یعنی بت پرستوں کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ کہتے کہ الہ اعظم (سب سے بڑا خدا) کی شان اس سے بلند ہے کہ انسان اس کی عبادت کرے' انسان کے لائق یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بندوں کی عبادت میں مشغول ہو' مثلاً ستارے' آسمانی روحیں' اور پھر یہ چیزیں خداوند اکبر کی عبادت میں مشغول ہوں مشرکین کے اس قول کی کہ ما نعبدھم (الایہ) کا یہی مفہوم اور مطلب ہے۔

بعض صاحبان حصول دعا کے لئے اولیاء کرام کے خدمت میں حاضری کو بھی اسی ضمن میں شمار کرتے ہیں اور حاضر ہونے والوں پر بڑی بے رحمی سے

شرک کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ خود ہی انصاف فرماویں کہ جب کوئی مسلمان کسی ولی یا بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور دعا کے لئے عرض کرتا ہے تو کیا وہ ان کی عبادت کر رہا ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ! اگر صرف طلب دعا کے لئے بھی کسی کے پاس جانا عبادت اور شرک ہے تو ان صاحبان کا صحابہ کرام کے متعلق کیا فتویٰ ہے جو حضور سرور عالم رحمت مجسم کی خدمت اقدس و اطہر میں کبھی بارش کے نزول کے لئے کبھی بارش کے رکنے کے لئے کبھی بیماری سے شفایاب ہونے کے لئے کبھی دیگر مقاصد کے لئے حاضر ہوتے اور دعا کے لئے عرض کرتے۔ اور حضور دعا کے لئے دست مبارک بارگاہ الٰہی میں اٹھاتے تو مشکلیں آسان ہو جاتیں۔ لاعلاج مریض شفایاب ہو جاتے' طویل خشک سالی کے بعد آن واحد میں گھنگھور گھٹائیں برسنے لگتیں اور برستے ہی چلی جاتیں۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس بات پر محکم یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کفر ہے' شرک ہے' گمراہی ہے اور ابدی عذاب کا موجب ہے اور ان بے رحم مفتیوں سے بھی موءدبانہ التماس ہے کہ وہ شمع توحید کے پروانوں پر شرک کی جھوٹی تہمت لگانے کا شغل ترک کریں اور کوئی مفید مشغلہ اختیار فرماویں جس سے انہیں بھی فائدہ ہو اور ان کی قوم کا بھی بھلا ہو۔

آیت نمبر6

وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا" ○

ترجمہ :- اور بے شک سب مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی۔

تفسیر ضیاء القرآن : مکہ کے مشرکوں نے بیت اللہ شریف کو بت کدہ بنا رکھا تھا اور مسجد حرام میں کھلم کھلا بتوں کی پوجا ہوتی اور شرکیہ اعمال کئے جاتے

ارشاد ہے کہ یہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ ان میں تو صرف اسی کی عبادت اور اسی کا ذکر ہونا چاہئے۔ اے مشرکین! اس سے بڑا بھی کوئی ظلم ہو سکتا ہے جو تم روا رکھے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت تو کسی جگہ بھی جائز نہیں اور تم اس قبیح' حرام اور ممنوع فعل کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کے گھر میں کرتے ہو۔ اس سے باز آجاؤ' یہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں' اسی کی عبادت کے لئے ان کو تعمیر کیا گیا ہے' کسی غیر کی عبادت کی یہاں ہرگز اجازت نہیں۔ لا تدعوا ای لا تعبدوا (روح المعانی)

اس لئے علماء کرام نے مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھنے کے سختی سے حکم دیا ہے اس میں خرید و فروخت کرنا' دنیاوی گفتگو کرنا' گمشدہ چیزوں کے بارے میں اعلانات کرنا منع ہیں' ناپسندیدہ اشعار بلند آواز سے پڑھنا ممنوع ہے۔ بعض لوگ مسجد میں حضور اکرم کی نعت شریف پڑھنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں اور اس آیت سے استدلال کرتے ہیں ہم ان کی توجہ ان متعدد مجالس کی طرف منعطف کراتے ہیں جبکہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے حکم نبوی کے مطابق منبر رکھا جاتا تھا اور وہ اس پر کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت میں اپنے مدحیہ اور نعتیہ قصائد پڑھا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ کئی دیگر شعراء مثلاً حضرت سواد بن قارب' حضرت زہیر' حضرت عباس رضی اللہ عنہم جیسے نامور اکابر مسجد نبوی میں حضور کے سامنے اپنے نعتیہ قصائد پیش کرتے' حضور خوش ہوتے اور دعاؤں سے نوازتے۔

باقی رہا درود و سلام تو یہ آپ نماز میں بھی پڑھتے ہیں اس میں بھی آپ کہتے ہیں السلام علیک ایھا النبی و رحمتہ اللہ وبرکاتہ تو جو وظیفہ نماز کا جزو ہے اسے کیسے ناجائز کہا جاسکتا ہے' اللہ تعالیٰ کے محبوب کی تعریف درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی حمد ہے جس نے اپنے محبوب کو ان بے شمار کمالات سے

متصف کر کے مبعوث فرمایا۔

آیت نمبر7

وما دعاء الکافرین الا فی ضلالO (سورہ رعد)

تفسیر ضیاء القرآن : اس لئے کافروں کی یہ چیخ و پکار سب ضائع اور بے فائدہ ہے کیونکہ جو دینے پر قادر ہے اس سے مانگتے نہیں اور جن سے وہ مانگتے ہیں وہ بے بس بے جان پتھروں کے وہ مجسمے ہیں جو کچھ نہیں دے سکتے ان کی دعا منظور ہو تو کیسے اس سے کسی کو یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو کہ اگر لکڑی یا پتھر سے گھڑی ہوئی کسی مورتی سے یہ معاملہ کیا جائے تو کفر اور شرک ہے لیکن اگر کسی انسان سے جو زندہ ہے جس کی آنکھیں ہیں وہ ان سے دیکھتا ہے' جس کے کان ہیں وہ ان سے خوب سنتا ہے' اس سے یہ معاملہ کیا جائے تو شرک نہ ہوگا بلاشبہ وہ بھی مشرک ہوگا۔ جس طرح مشرکین ان مجسموں کو اپنا الہ اور معبود سمجھا کرتے تھے اگر کسی انسان کے متعلق کسی کا یہ عقیدہ ہو تو وہ قطعا" مشرک ہوگا' جس طرح یہ خیال کر لینا بدبختی ہے اس طرح یہ تصور کر لینا بھی حقیقت ناشناسی ہے کہ اگر کسی اللہ تعالیٰ کے مقرب بندہ سے دعا کی درخواست کی جائے یا بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا جائے تو یہ بھی شرک ہو جاتا ہے حضور کی برکت سے توحید کا سبق ہر مومن کے لوح قلب پر یوں نقش ہو چکا ہے کہ کسی غیر خدا کو اپنا معبود یا اللہ سمجھنے کا تصور تک نہیں کر سکتا حتیٰ کہ اس مرقع ہر خوبی و زیبائی کے لئے ہر کلمہ گو نماز میں کئی کئی بار پورے یقین اور شرح صدر سے یہ شہادت دیتا ہے کہ **اشھد ان محمدا" عبدہ ورسولہ** میں گواہی دیتا ہوں کہ میرا آقا و مولا محمد مصطفیٰ بایں ہمہ کمالات اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے جب حضور نبی کریم کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدا نہیں خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو

کسی اور کے متعلق اس کے دل میں شرک کا خیال کیسے آسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملت میں انتشار پیدا کرنے اور افراط و تفریط سے بچائے اور راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ طہٰ و یٰس (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)۔

آیت نمبر8

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعو الہ وان یسلبھم الذباب شیئا" لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب○

ترجمہ:- بے شک جن معبودوں کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یہ تو مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں (اس معمولی سے) کام کے لئے اور اگر چھین لے ان سے مکھی بھی کوئی چیز تو وہ نہیں چھڑا سکتے اسے اس مکھی سے (آہ) کتنا بے بس ہے ایسا طالب اور کتنا بے بس ہے ایسا مطلوب۔

تفسیر ضیاء القرآن: پہلی آیت میں یہ بتایا گیا کہ مشرکین جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اس کے لئے ان کے پاس نہ کوئی نقلی دلیل ہے نہ عقلی یہ محض ان کی جہالت اور حماقت کا نتیجہ ہے اب ان کے اس فعل کی قباحت کو ایک مثال دے کر واضح کیا جا رہا ہے تاکہ ان پر ان کی اپنی حماقت اور جہالت آشکار ہو جائے اور وہ اس سے باز آجائیں انہیں بتایا جا رہا ہے کہ جن بتوں کو تم نے اپنا کارساز اور حاجت روا سمجھ رکھا ہے ان کی حقیقت پر بھی کبھی تم نے غور کیا' کائنات کی خوبصورت' مفید اور بڑی بڑی چیزوں کو تم رہنے دو انہیں کہو کہ وہ سب مل کر ایک مکھی ہی بنا دیں جو بالکل حقیر اور کمزور سی چیز ہے پھر فرمایا مکھی بنانا تو کجا ان بیچاروں میں تو اتنی طاقت بھی نہیں کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے واپس لے سکیں جن معبودوں کی بے بسی کا یہ عالم ہے انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور جسے ایجاد و اختراع کی

حیران کن صلاحیتیں بخشی گئی ہیں وہ اگر انہیں اپنا معبود بنا لے تو دنیا میں اس سے بڑی حماقت اور ظلم نہیں ہو سکتا۔ الذین تدعون سے مراد وہ بت ہیں جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے المراد الا وثان الذین عبدوھم من دون اللہ (قرطبی) علامہ پانی پتی لکھتے ہیں ان الذین تدعونھا ایھا الکفار الھتہ کا نتہ من دون اللہ ھی الا صنام طالب سے مراد بتوں کے پجاری اور مطلوب سے مراد بت ہیں۔ الطالب عابد الصنم والمطلوب الصنم (مظہری، قرطبی وغیرھا)

آیت نمبر9

ذالک بان اللہ ھو الحق وان ما یدعون من دونہ الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر(30) لقمن 37-

ترجمہ: یہ ہیں اس کی قدرت کے کرشمے تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ ہی حق ہے اور بلاشبہ جنہیں وہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ سب باطل ہیں اور بلاشبہ اللہ ہی بڑی شان والا بزرگ ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن: اللہ تعالیٰ کا علم محیط' قدرت کاملہ آفرینش عالم میں اس کی حکمت بالغہ کی جلوہ طرازیاں اس بات کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حق ہے اس کی قدرت حق ہے اور اس کی کبریائی اور عظمت حق ہے وہی اور صرف وہی معبود برحق ہے اس کے علاوہ وہ جسے خدا سمجھ کر پکارتے ہیں یا جس کی عبادت کرتے ہیں باطل ہے' باطل کا مفہوم علامہ آلوسی یوں تحریر فرماتے ہیں المعدوم فی حدذاتہ وھو الممکن الذی لا یوجد الا بغیرہ (روح المعانی) جو چیز اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہو اور خالق کے ارادہ کے بغیر وہ نیست سے ہست نہ ہو سکتی ہو وانما یدعون من دونہ الھا" الباطل (روح المعانی) یعنی جنہیں وہ خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں' علامہ پانی پتی نے بھی یہی لکھا ہے' وانما یدعون من دونہ من الا لھۃ الباطل (مظہری)

علامہ قرطبی نے من دونہ کی تفسیر شیطان سے کی ہے ایک قول یہ بھی لکھا ہے **ما اشرکوا بہ اللہ تعالی من الاصنام والا وثان**۔ یعنی وہ بت جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے وہ باطل ہیں مولانا تھانوی نے اس جملہ کا یوں ترجمہ کیا ہے "اور جن چیزوں کی یہ اللہ کے سوا عبادت کر رہے ہیں بالکل لچر ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ" کا ترجمہ ملاحظہ ہو: "آنچہ می پرستند بجز وے بے اصل است"

آیت نمبر10

قل ادعو الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لھم فیھما من شرک وما لہ منھم من ظھیر(22) سبا' ج 4

ترجمہ: آپ فرمایئے (اے مشرکو!) تم پکار دیکھو جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود خیال کرتے ہو یہ تو ذرہ برابر کے بھی مالک نہیں ہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس کا زمین و آسمان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ہی اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن: زعمتم کا مفعول ثانی الھتہ مقدر ہے۔ **ای زعمتموھم الالھتہ** عبارت یوں ہے کی **زعمتموھم الالھتہ**(مظہری) یعنی جن کو تم اپنا خدا یقین کرتے ہو انہیں پکارو۔ دیکھیں وہ تمہاری کیا مدد کرتے ہیں وہ بیچارے تو بے بس اور بے نوا ہیں' وہ تو زمین و آسمان میں کسی ذرہ کے بھی مالک نہیں **من شرک** میں **من** زائدہ ہے اور شرک **بمعنی** شرکت یعنی حصہ ہے یعنی ان کا زمین و آسمان میں کوئی حصہ نہیں ہے علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں **ای ادعوا الذین زعمتم انھم الالھتہ**(قرطبی) یعنی انہیں پکارو جنہیں تم خدا خیال کرتے ہو۔ علامہ ابن حیان لکھتے ہیں **زعمتموھم الالھتہ من دونہ** (بحر) یعنی جنہیں تم اللہ کے سوا خدا اور معبود بنائے ہوئے تھے تقریبا" سب

مفسرین نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

آیت نمبر 11

فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فلما نجھم الی البر اذا ھم یشرکون(65) العنکبوت ج 3-

ترجمہ: پھر جب سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اپنے دین کو پھر جب وہ سلامتی سے پہنچاتا ہے انہیں خشکی پر تو اس وقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن: کفار کی ایک دوسری حماقت بلکہ زیادتی اور بے انصافی کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ عجیب لوگ ہیں جب یہ کشتیوں پر سوار ہو کر سمندری سفر پر روانہ ہوتے ہیں اور راستہ میں کوئی طوفان انہیں گھیر لیتا ہے' کشتی ہچکولے کھانے لگتی ہے سمندر کی بپھری ہوئی موجیں کشتی سے آکر ٹکرانے لگتی ہیں اور نجات کی بظاہر کوئی صورت باقی نہیں رہتی تو اس وقت اپنے بتوں سے منہ پھیر لیتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کی جناب میں بڑے خلوص سے فریادیں کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں سلامتی کے ساتھ ساحل پر پہنچا دیتا ہے تو پھر خداوند کریم کو بھلا دیتے ہیں فوراً" شرک کرنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے فلاں معبود نے اس طوفان کی زد سے بچا لیا۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جب سمندری سفر پر جاتے تو اپنے بتوں کو بھی لے جاتے اور ہوا تیز ہو جاتی اور آندھی آجاتی تو ان بتوں کو سمندر میں پھینک دیتے اور کہتے یا رب! یا رب! اے ہمارے رب اے ہمارے رب (مظہری)

آیت نمبر 12

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا" وھم یخلقون○

ترجمہ : اور جو لوگ پوجتے ہیں اللہ کے سوا (غیروں کو) وہ نہیں پیدا کر سکتے کوئی چیز بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن : ان اصنام کی بے بسی کو مزید بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن بتوں کی پرستش میں یہ لگے ہوئے ہیں وہ بیچارے کوئی چیز پیدا کیا کریں گے وہ تو خود کسی خالق اور صانع کے محتاج ہیں' وہ تو بے جان مجسّمے ہیں جن میں زندگی کا نشان تک نہیں نہ وہ کچھ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں انہیں تو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں یعنی **الاصنام لا ارواح لھا لا تسمع ولا تبصرای ھی جمادات فکیف تعبدونھا افضل منھا بالحیاۃ۔**

آیت نمبر13

قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضرعنکم ولا تحویلا ○

ترجمہ : انہیں کہئے اب بلاؤ ان کو جنہیں تم گمان کرتے تھے (کہ یہ خدا ہیں) اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو قدرت نہیں رکھتے کہ تکلیف دور کر سکیں تم سے اور نہ ہی وہ اسے بدل سکتے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن : علامہ قرطبی نے اس کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے جب قریش کو قحط میں مبتلا کر دیا گیا تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر فریاد کی اور اپنی خستہ حالی کا تذکرہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا کہ ان سے دریافت کریں کہ جن معبودوں کی وہ پرستش اور عبادت کرتے ہیں ان سے جا کر فریاد کیوں نہیں کرتے پھر خود ہی بتا دیا کہ بیچارے خود بے بس ہیں۔ اس مشکل وقت میں وہ تمہاری کوئی امداد نہیں کر سکتے۔ اے مشرکین! تم خود سوچو کہ جو خدا مشکل میں کام نہ آئے اور جو معبود

مصیبت کو دور نہ کرے اس کو خدا بنانے اور اس کی پوجا کرنے سے کیا حاصل! یہاں زعمتم کا مفعول انھم الھتہ محذوف ہے یعنی جن کو تم خدا خیال کرتے ہو۔ ای ادعو الذین تعبدون من دون اللہ وزعمتم انھم الھتہ (قرطبی) زعمتم انھا الھتہ (بیضاوی) ای من الا صنام والا نداد (ابن کثیر)

آیت نمبر 14

فلما اثقلت دعوا اللہ ربھما لئن اتیتنا صالحا" لنکونن من الشاکرین فلما اتھما صالحا" جعلا لہ شرکاء فیما اتھما فتعلی اللہ عما یشرکون○

تفسیر ضیاء القرآن : یعنی دونوں میاں بیوی اس لڑکے کو بتوں کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں اور ان کے نام عبدالعزیٰ' عبداللات رکھنے شروع کر دیتے ہیں۔ شرکاء من الاصنام والا وثان .... فان المشرکین ینسبون ذالک الی الھتھم (قرطبی) .... شرکاء سے مراد بت ہیں اور وہ بے جان تھے قاعدہ کے مطابق تو ان کے لئے ضمیر مونث ہونی چاہئے تھی یہاں جمع مذکر کا صیغہ کیوں استعمال ہوا تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کیونکہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ان کے متعلق یہ تھا کہ یہ بہت عقل و حیات رکھتے ہیں اس لئے ان کے عقیدہ کے مطابق ان کا ذکر کیا گیا وہم ضمیر الاصنام جئی بہ علی تسمیتھم ایاھا الھتہ(بیضاوی' مظہری) یعنی یہ بے جان اور بے بس مجسّمے کب خدا ہو سکتے ہیں جبکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ نہ کسی کا کچھ سنوار سکتے ہیں اور نہ کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں المقصود من ھذہ الایتہ اقامتہ الحجتہ علی ان الا وثان لا تصلح لالوھیتہ(کبیر)

آیت نمبر 15

وانا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجکم الی البر

عرضتم وکان الا نسان کفورا" ○ (68) بنی اسرائیل ج 2

ترجمہ : جب پہنچتی ہے تمہیں تکلیف سمندر میں تو گم ہو جاتے ہیں وہ معبود جن کو تم پکارا کرتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے پس جب وہ خیر و عافیت سے تمہیں ساحل پر پہنچا دیتا ہے (تو) تم روگردانی کرنے لگتے ہو اور انسان واقعی ناشکرا ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن : چاہئے تو یہ تھا کہ انسان اپنے رحیم و کریم مالک کے احسانات کا ہر وقت اعتراف کرتا رہے اور شکر ادا کرتا رہے لیکن انسان کی کم فہمی کا کیا کہنا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو بھی خدائی کے تخت پر بٹھا رکھا ہے اور ان کو بھی اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتا ہے۔ انسان کی اس حماقت کو واضح کرنے کے لئے ارشاد ہے کہ جب تم تجارتی سامان سے بھری کشتیاں اور جہاز لے جا رہے ہوتے ہو یا ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے لئے بحری سفر کر رہے ہوتے ہو اس وقت جب خوفناک طوفان اٹھ کر آتے ہیں اور گرداب ہلاکت قدم قدم پر منہ کھولے تمہیں ہڑپ کرنا چاہتے ہیں اس وقت تو تم اپنے سارے دیوی دیوتا بھول جاتے ہو اور صرف رب حقیقی کے حضور گڑگڑا کر اپنی نجات و سلامتی کے لئے دعائیں کرنے لگتے ہو اگر تمہارے گھڑے ہوئے بتوں میں خدائی کا کچھ بھی اثر ہوتا تو ان خطرے کی گھڑیوں میں تمہارے دل ان کی طرف ہی مائل رہتے ان مشکل لمحوں میں ان کی طرف سے منہ موڑ لینا اور ایک رب قدیر کے حضور میں فریاد کرنا کیا یہ اس بات کی کھلی دلیل نہیں کہ انسانی فطرت میں عقیدہ توحید کی تخم ریزی کی گئی ہے اور جب خارجی اور اجنبی آمیزش ختم ہوتی ہے تو عقیدہ توحید خود بخود بے نقاب ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر 16

يدعون من دون الله ما لا يضره وما لا ينفعه ذالک هو الضلال البعيد○ يدعو لمن ضره اقرب من نفعه لبئس المولى ولبئس العسير○ (الحج)

ترجمہ: وہ عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے اسے، یہی تو انتہائی گمراہی ہے وہ پوجتا ہے اسے جن کی ضرر رسانی زیادہ قریب ہے اس کی نفع رسانی سے یہ بہت برا دوست ہے اور بہت برا ساتھی ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن: مشرکین مکہ کا ذکر ہے کہ وہ ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں، جو نہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ يعبد الصنم الذی لا ينفع و لا يضر (قرطبی) علامہ عثمانی لکھتے ہیں یعنی بتوں سے نفع کی امید موہوم ہے بت پرستوں کے زعم کے مطابق لیکن ان کو پوجنے کا جو ضرر ہے وہ قطعی اور یقینی ہے۔ اس لئے فائدہ کا سوال تو بعد کو دیکھا جائے گا نقصان ابھی ہاتھوں ہاتھ پہنچ گیا۔ قیامت کے دن جب شرک و بت پرستی کی سزا انہیں سنائی جائے گی تو کہہ اٹھیں گے یہ بت جن کی امداد پر ہم تکیہ کئے رہے کتنے نکمے نکلے۔ مولی دوست اور مددگار، عشیر ساتھی یعنی الوثن (مظہری) مجاھد یعنی الوثن (قرطبی) یعنی وہ اپنے بتوں کے متعلق یوں اظہار افسوس کریں گے۔

احکام شرعیہ کا یقینی علم

آیت نمبر17

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ○ (سورہ نساء)

ترجمہ : بے شک ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ فیصلہ کریں آپ لوگوں میں اس کے مطابق جو دکھا دیا آپ کو اللہ نے۔

تفسیر ضیاء القرآن : یہ چند آیات ایک واقعہ کے متعلق نازل ہوئیں جو عہد رسالت میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ انصار کے بنی ظفر قبیلہ کے ایک شخص مسمی طعمہ بن ابیرق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کے مکان میں نقب لگا کر کچھ زرہیں اور آٹے کی بوری چرا لی اور ایک یہودی زید بن سمین کے ہاں جا کر رکھ آیا صبح ہوئی اور حضرت قتادہ کو جب چوری کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے پڑوسی طعمہ سے دریافت کیا اس نے صاف انکار کر دیا اور قسم اٹھائی کہ مجھے اس کے متعلق علم تک نہیں۔ اتفاق یہ ہوا کہ آٹے کی بوری کے نشانات کا پیچھا کیا۔ چنانچہ وہ یہودی کے مکان تک پہنچ گئے۔ تلاش کرنے پر مال مسروقہ برآمد ہو گیا۔ اس یہودی نے کہا کہ میں چور نہیں بلکہ میرے پاس طعمہ یہ چیزیں رکھ گیا ہے کئی یہودیوں نے اس کی تصدیق کی طعمہ کے قبیلہ والوں نے کہا چلو نبی

کریم ﷺ کی خدمت میں چلیں۔ چنانچہ سب حاضر ہوئے۔ بنو ظفر کو اب علم ہو چکا تھا کہ چور یہودی نہیں بلکہ طعمہ ہے لیکن اپنی بدنامی کے خوف سے وہ طعمہ کو ہر طریقہ سے بری ثابت کرنا چاہتے تھے اس لئے اس کی حمایت میں بڑی سرگرمی دکھانے لگے۔ حتی کہ حضور ﷺ کی جناب میں بھی عرض کرنے لگے کہ اگر فیصلہ طعمہ کے خلاف ہوا تو بے چارا ہلاک ہو جائے گا اور ذلت و رسوائی کی کوئی حد نہ رہے گی۔ اور یہودی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن ہے وہ صاف بری ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کو بھی خیال گزرا کہ بنو ظفر جو مسلمان ہیں سچے ہوں گے۔ چنانچہ کوئی فیصلہ صادر ہونے سے پہلے وحی الٰہی پہنچ گئی جس سے حقیقت حال آشکار ہو گئی۔ ارشاد ربانی ہوا ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے تاکہ آپ اس علم یقینی کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا کریں جو آپ کو اپنے رب کی طرف سے عطا فرمایا گیا ہے چنانچہ الشیخ رشید رضا لکھتے ہیں۔

وتسمیتہ اعلامہ تعالی لنبیہ بالاحکام اراۃ یشعر بان علمہ علیہ السلام بھا یقینی کالعلم بما یراہ بعینہ فی الجلاء والوضوح (المنار) یعنی احکام کے متعلق جو علم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عطا فرمایا اس کی تعبیر اراۃ (دکھا دینا) سے کی ہے تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ اس علم میں ظن و گمان کا احتمال نہیں رہا بلکہ ایسا یقینی اور قطعی ہے جیسے کسی چیز کا آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا جاتا ہے۔ اب آپ خود انصاف فرما دیں کہ جس ذات قدسی صفات کے سامنے آنے والے ہر حجاب کو اٹھانے والا اللہ تعالیٰ ہو اس کے علم وسیع پر ہم ایسوں کو زیب دیتا ہے کہ اعتراض کرتے پھریں۔

آیت نمبر: 18

اولئک یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھولاء الذین کذبوا علی ربھم

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین○ سورہ ھود ج 2

ترجمہ: یہ لوگ پیش کئے جائیں گے اپنے رب کے سامنے اور کہیں گے گواہ یہی وہ (گستاخ) ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا خبردار! اللہ کی پھٹکار ہو ظالموں پر۔

تفسیر ضیاء القرآن: قیامت کے روز انہیں بارگاہ رب العزت میں پیش کیا جائے گا۔ ان پر فرد جرم لگایا جائے گا۔ کراما" کاتبین کے نوشتے تحریری طور پر پیش کئے جائیں گے۔ ان کے علاوہ عینی گواہ گواہی دیں گے جب ان کا جرم اچھی طرح ثابت ہو جائے گا تو انہیں در رحمت سے دھکیل دیا جائے گا۔ گواہ کون ہوں گے؟ بعض نے کہا ہے کہ فرشتے اور حضرت عباس سے مروی ہے کہ انبیاء و رسل گواہی دیں گے۔ عن ابن عباس انھم الانبیاء والرسل وھوقول الضحاک قرآن کریم کی اس آیت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھولاء شھیدا " یعنی ہم ہر امت سے اس پر گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے سید التابعین حضرت سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے۔ قال لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفھم بسیماھم واعمالھم فلذالک یشھد علیھم (مظہری) یعنی ہر روز حضور نبی کریم ﷺ پر حضور ﷺ کی امت صبح و شام پیش کی جاتی ہے حضور ﷺ ان کے چہروں اور ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں پہچانتے ہیں۔ اس لئے قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے خدا نہ کرے ہم مجرموں اور نافرمانوں کی حیثیت سے بارگاہ رسالت میں پیش کئے جائیں۔ کتنے رنج و الم کا مقام ہے کہ ہم اپنی بداعمالی کی وجہ سے اس ذات پاک کو اذیت پہنچائیں۔ جس کی آنکھیں ہماری مغفرت کے لئے اشکبار ہیں اور جس کے

مبارک ہاتھ ہمارے لئے طلب رحمت و بخشش کے لئے پھیلے ہوئے ہیں۔ شاید حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا ہی واقعہ ہے کہ جب آپ حج کے لئے حاضر ہوئے تو کعبہ کی دہلیز پکڑ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے اور اپنی مغفرت کے لئے التجائیں کیں۔ آخر میں عرض کی اے مولا! اگر تیری مرضی یہ ہو کہ مجھے بخشا نہ جائے تو میری یہ التجا ضرور منظور فرما کہ مجھے قیامت کے روز نابینا کرکے اٹھانا کہ میں تیری محبوب کی جناب میں شرمسار نہ ہوں۔

آیت نمبر: 19

والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر 13 فاطر، ج 4

ترجمہ: اور وہ بت جنکی تم پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن: اے کفار و مشرکین! اپنے رب کریم، معبود برحق، شہنشاہ حقیقی کو چھوڑ کر اس کی عبودیت کا رشتہ توڑ کر جن بتوں وغیرہ کو تم نے خدا بنا رکھا ہے اور جن کی پوجا پاٹ میں تم مشغول رہتے ہو، ان کے افلاس و بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ زمین و آسمان کے خزانے تو کجا وہ تو کھجور کی گٹھلی میں جو باریک سا سفید چھلکا (پردہ) ہوتا ہے اس کے بھی مالک نہیں جو اتنے مفلس، قلاش اور بے بس ہوں ان کو معبود بنانا، ان کی پوجا کرنا اور رب قدیر و حکیم اور مالک الملک کو چھوڑ دینا کہاں کی دانائی اور عقلمندی ہے۔ کچھ تو سوچو تم کیا کر رہے ہو۔ ذرا غور تو کرو تم کدھر جا رہے ہو۔ مختلف مفسرین نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے ملاحظہ ہو، **تدعون من دونہ الاصنام** (قرطبی) **ای الذین تعبدونھا من الاصنام** (مظہری) **تدعون من دونہ ھی الاوثان** سب کا مفہوم ایک ہے یعنی وہ بت جن کی تم پوجا کرتے ہو معلوم ہوا کہ یہ آیت

بتوں اور ان کے پجاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔
قطمیر لفافتہ رقیقتہ علی النواۃ (مظہری) وہ باریک پردہ جو گٹھلی پر ہوتا ہے۔

آیت نمبر20

ھوالحی لاالہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمدللہ رب العالمین○

ترجمہ: وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے پس اس کی عبادت کرو اپنے دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے' سب تعریفیں اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن: جب یہ اس کی شان ہے تو اور کون ہے جسے اس کا شریک ٹھہرایا جائے اس لئے اپنے عقیدہ کو ہر قسم کے جلی و خفی شرک کی آمیزش سے پاک کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو' **فادعوہ فاعبدوہ** (روح المعانی) **فادعوہ فاعبدوہ واسئلوہ منہ حوانجکم** یعنی **فادعوہ** کا مطلب فاعبدوہ ہے یہاں دعا عبادت کے معنی میں مذکورہ ہے۔

آیت نمبر21

وقیل ادعوا شرکاء کم فدعوھم فلم یستجیبو الھم وراٴو العذاب لوانھم کانوا یھتدون○ (64) (قصص) ج 3-

ترجمہ: اور انہیں کہا جائے گا (لو) اب پکارو' اپنے شریکوں کو تو وہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور دیکھ لیں گے عذاب کو کیا اچھا ہوتا اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔

تفسیر ضیاء القرآن: علامہ قرطبی نے وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے **ای استغیثوا بالھتکم التی عبدتموھا فی الدنیا لتنصرکم و تدفع عنکم** کہ جن

خداؤں کی تم عبادت کرتے رہے تھے اب ان کے سامنے فریاد کرو تاکہ اب تمہاری مدد کریں اور خدا کے عذاب سے بچائیں۔

آیت نمبر22

یوم یقول نادوا شرکاء ی الذین زعمتم فدعوھم فلم یستجیبوا لھم وجعلنا بینھم موبقا ○ (52) الکھف ج 3

ترجمہ : اس روز اللہ تعالیٰ کفار کو فرمائے گا بلاؤ میرے شریکوں کو جنہیں تم میرا شریک خیال کرتے تھے تو وہ انہیں پکاریں گے پس وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور ہم حائل کردیں گے ان کے درمیان آڑ۔

تفسیر ضیاء القرآن : روز قیامت کا ذکر ہے اس روز بتوں کے پجاریوں سے خطاب ہوگا یقول ذالک لعبدۃ الاوثان(قرطبی) حاجزا" بین الاوثان و عبدتھم قال ابن الاعرابی کل شی حاجز بین شیئین فھوموبق(قرطبی) دو چیزوں کے درمیان جو آڑ اور رکاوٹ ہو اسے حاجز کہتے ہیں یعنی بتوں اور ان کے پرستاروں کے درمیان آڑ قائم کر دی جائے گی حضرت انس سے مروی ہے کہ جہنم کی ایک وادی کا نام موبق ہے جو پیپ اور خون سے بھری ہو گی۔

آیت نمبر23

قل ارء یتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ما ذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموات○ (4) احقاف' ج 4

ترجمہ : فرمایئے (اے کفار) کبھی تم نے (غور سے) دیکھا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا (خدا سمجھ کر) پکارتے ہو (بھلا) مجھے بھی تو دکھاؤ جو پیدا کیا ہے انہوں نے زمین سے یا ان کا آسمانوں (کی تخلیق) میں کچھ حصہ ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن : مشرکین جو بڑے زور و شور سے اپنے بتوں کی عبادت کیا

کرتے تھے اور اگر اس پر انہیں ٹوکا جاتا تو وہ بہت برہم ہوتے۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر تم نے ان کی پوجا شروع کر رکھی ہے کیا اس کی کوئی معقول وجہ بھی تم بتا سکتے ہو؟ کیا کرہ زمین کی کسی چیز کے وہ خالق ہیں آسمان کی آفرینش میں کیا ان کا کوئی حصہ ہے؟ اگر تمہارے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو پیش کرو اور اگر تم خود اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ اس وسیع و عریض کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس خالق و حکیم کو چھوڑ کر کسی بے روح یا ذی روح شے کی پوجا کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ **ما تدعون' ما تعبدون** (روح المعانی) اس آیت سے **ما تدعون** کا معنی **ماتعبدون** ہے' یعنی جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ **ماتدعون ماتعبدون** (مظہری) **ماتدعون تعبدون** (بحر)

آیت نمبر24

واذ حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانو بعبادتھم کافرین○ (6) احقاف ج 4

ترجمہ: اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ (روز محشر) تو وہ معبود ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا صاف انکار کر دیں گے۔

تفسیر ضیاء القرآن: بتوں کے پجاریوں کو بتایا جا رہا ہے کہ وہ روز محشر جب تمہیں پکڑ کر لایا جائے گا' تمہارے عقائد فاسدہ اور اعمال سیۂ کی باز پرس شروع ہو گی تو تمہارے وہ جھوٹے معبود جن کی عمر بھر تم عبادت کرتے رہے وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے تو اس وقت تمہیں معلوم ہو گا کہ جن کو تم اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے وہ تمہاری تباہی و بربادی کا سبب بن گئے ہیں وہ تمہاری پوجا پاٹ کا صاف صاف انکار کر دیں گے سابقہ آیت میں **یدعو** اور **عن دعائھم** کے الفاظ ہیں مفسرین نے ان کا معنی **یعبدون** اور **عبادتھم** سے

کیا ہے اس آیت نے ان کی اس تفسیر کی تصدیق کر دی فرمایا وکانو
ابعبادتھم کافرین آیت نمبر25
واذا مس الناس ضر دعوا ربھم منیبین الیہ ثم اذا اذاقھم منہ رحمتہ اذا فریق
منھم بربھم یشرکون (33) الروم۔ ج 3
ترجمہ : اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو کوئی تکلیف تو پکارنے لگتے ہیں اپنے رب
کو رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف پھر جب (ان کی فریاد کو قبول فرما کر)
چکھاتا ہے انہیں رحمت اپنی جناب سے تو یکایک ایک گروہ ان میں سے اپنے
رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔
تفسیر ضیاء القرآن : یعنی ان کفار و مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب رنج و غم
کے بادل گھر کر آجاتے ہیں۔ جب قحط سالی کا دور دورہ ہوتا ہے تو سارے
معبودوں سے ان کی آس ٹوٹ جاتی ہے اس وقت ہر طرف سے منہ موڑ کر
بارگاہ رب العزت میں فریاد کرنے لگتے ہیں لیکن جب وہ کریم و رحیم پروردگار
ان کی حالت زار پر نگاہ کرم فرماتا ہے اور ان کی مشکل آسان ہو جاتی ہے تو
پھر اپنے باطل خداؤں کو خداوند کریم کا شریک بنانے لگتے ہیں اور ان کی پوجا
پاٹ میں مشغول ہو جاتے ہیں ای یشرکون بہ فی العبادۃ
آیت نمبر26

ان ما یدعون من دونہ ھو الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر○ (62) الحج
ترجمہ : اور جسے وہ پوجتے ہیں اس کے علاوہ وہ سراسر باطل ہے اور اللہ تعالیٰ
ہی ہے جو سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔
تفسیر ضیاء القرآن : مومنوں کی نصرت کی دوسری وجہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ
حق ہے اس کا دین حق ہے اور اس کی عبادت کرنا حق ہے اور مومن جو

خدائے برحق پر ایمان لائے ہیں اسی کے دین کی پیروی کرتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں وہی اس بات کے مستحق ہیں کہ خدائے برحق ان کی اعانت فرمائے۔ باقی رہے کافر و مشرک وہ بتوں کے پجاری ہیں ان کے بات بھی جھوٹی اور ان کا مذہب بھی باطل' اس لئے باطل اور باطل پرستوں کی اعانت خداوند کریم نہیں کرے گا' اور وہ یقیناً خاسر و نامراد ہوں گے۔

آیت نمبر27

و من یدع مع اللہ الھا اخر لا برھان لہ بہ (117) مومنون ج 3

ترجمہ : اور جو پوجتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن : یعنی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی عبادت کرتا ہے یعنی **یعبد غیر اللہ**(مظہری) تو وہ ایک لچر کام کر رہا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

آیت نمبر28

فلا تدع مع اللہ الھا" اخر فتکون من المعذبین○

ترجمہ : پس نہ پکارا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو ورنہ تو ہو جائے گا ان لوگوں میں سے جنہیں عذاب دیا گیا ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن : اللہ تعالیٰ جو وحدہ لاشریک ہے اس کے ساتھ کسی غیر کو خدا سمجھ کر مت پکارو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم عذاب میں مبتلا کر دیئے جاؤ گے۔ علامہ عثمانی فرماتے ہیں یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو۔

آیت نمبر:29

قل من ینجیکم من ظلمت البر و البحر تدعونہ تضرعا وخفیتہ لئن انجنا من ھذہ لنکو نن من الشا کرین○ **قل اللہ ینجیکم منھا ومن کل کرب ثم انتم**

تشرکون۝ (سورہ انعام پ 7)
ترجمہ : آپ فرمایئے کون نجات دیتا ہے تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں جسے تم پکارتے ہو گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ (اور کہتے ہو) اگر نجات دی اللہ نے ہمیں اس (مصیبت) سے تم ہم ضرور ہو جائیں گے' اس کے شکر گزار (بندے) فرمایئے اللہ' ہی نجات دیتا ہے تمہیں اس سے اور ہر مصیبت سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو۔

تفسیر ضیاء القرآن : اپنے مولائے برحق کے نافرمانی میں سرکش گھوڑے کی طرح سرپٹ دوڑے چلے جانے والے انسان سے پوچھا جا رہا ہے کہ حضرت جی! یہ تو فرماؤ کہ جب تمہیں خشکی یا تری میں مصائب کے بادل گھیر لیتے ہیں نجات کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔ اندھری رات ہے۔ کالی گھٹا چھا رہی ہے طوفان اٹد کر آ رہا ہے' کشتی ہچکولے کھا رہی ہے اور گمان یہ ہے کہ ابھی ٹوٹی ابھی ڈوبی اس وقت تم کس کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہو۔ کسی کے دامن رحمت میں پناہ تلاش کرتے ہو دل کی گہرائیوں سے کس سے پختہ عہد باندھتے ہو اب معاف کر دے پھر نافرمانی نہیں کریں گے اور عمر بھر تیرے اس احسان کے مرہون رہیں گے اور وہ مولائے کریم جب اس وقت بھی تم پر اپنا فضل و کرم فرماکر تمہیں ان مصائب اور مایوسی کے اندھیروں سے نکال دیتا ہے تو تم پھر اس کو بھول جاتے ہو اور اس وحد لاشریک کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہرانے لگتے ہو۔ کیا یہی تمہاری انسانیت ہے اور یہ تمہاری شرافت؟ کچھ سوچو تو! کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو ظلمات سے مراد مصائب اور مشکلات ہیں اہل عرب تکلیف کے دن کو یوم مظلم کہتے ہیں کرب کا معنی ہے شدید غم۔

آیت نمبر30

قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ قل لا اتبع اھواء کم قد

ضللت اذا وما انا من المهتدین○ (سورہ انعام پ 7)

ترجمہ: آپ فرمایئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں پوجوں انہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا آپ فرمایئے میں نہیں پیروی کرتا تمہاری خواہشوں کی ایسا کروں تو گمراہ ہو گیا میں اور نہ رہا میں ہدایات پانے والوں سے۔

تفسیر ضیاء القرآن: نادان کفار اس کوشش میں سرگرداں رہا کرتے کہ دین توحید کا علم بردار اللہ تعالیٰ کا رسول برحق بھی ان معبودان باطل کی پرستش کرنے لگے جن کے سامنے یہ سجدہ ریز رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حکم دیا کہ آپ کھلے الفاظ میں اعلان کر دیں کہ میں تمہارے جھوٹے خداؤں کی عبادت ہرگز نہیں کروں گا اس خیال خام کو ہمیشہ کے لئے اپنے ذہنوں سے نکال دوں کیونکہ نہ عقل سلیم اس کی اجازت دیتی ہے کہ خالق دوجہاں کو چھوڑ کر کسی غیر کی عبادت کی جائے اور نہ توحید کی روشن دلیلوں نے اس لغویت کے لئے کوئی گنجائش چھوڑی ہے اس لئے عقل و نقل کے خلاف ایک صریح باطل کو کیوں کر اختیار کیا جاسکتا ہے۔

آیت میں تدعون کا معنی حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ترجمہ میں یہ فرمایا ہے تدعون من دون اللہ "شما پرستید بجز خدا" یعنی خدا کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ آپ کے علاوہ قرطبی' روح المعانی' کشاف' نیشاپوری وغیرھم نے تدعون کا معنی تعبدون کیا ہے۔ دعا کی حقیقت کیا ہے کونسی دعا عبادت اور شرک ہے؟ اور کونسی دعا عبادت نہیں اس کی تحقیق کسی مناسب مقام پر کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

آیت نمبر 31

قل ارء یتکم ان اتا کم عذاب اللہ او اتتکم الساعتہ اغیر اللہ تدعون ان کنتم صدقین○ بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء وتنسون

ما تشرکون○ (سورہ نمبر 6 پ 7)

ترجمہ :آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو اگر آئے تم پر اللہ کا عذاب یا آجائے تم پر قیامت کیا اس وقت اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارو گے تو دور کر دے گا وہ تکلیف پکارا تھا تم نے جس کے لئے اگر وہ چاہے گا اور تم بھلا دو گے انہیں جنہیں تم نے شریک بنا رکھا تھا۔

تفسیر ضیاء القرآن : یہ ارشاد ہے کہ جن بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی تم پوجا کیا کرتے ہو اور جنہیں تم نے خدا یقین کیا ہوا ہے اگر یہ واقعی نفع رساں ہیں اور مصیبتوں کو ٹالنے والے ہیں تو زرا اس وقت بھی ان کو پکارا کرو جب اللہ کا عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے' مایوسی کا گھپ اندھیرا چھا جائے اور نجات کے تمام ظاہری راستے بند ہو جائیں اس وقت تو تمہاری آنکھوں سے غفلت کی پٹی کھل جاتی ہے اور جہالت کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور تم بھی اسی مولائے حقیقی کو پکارتے ہو اور اس کی بارگاہ میں نجات کے لئے عرض کرتے ہو۔ تو جب مصیبت کے ان سنگین لمحوں میں باطل خداؤں کی خدائی کا طلسم ٹوٹ کر رہ جاتا ہے اور دل بے ساختہ اسی قبلہ حاجات کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فقط اسی کے دامن کرم میں پناہ ڈھونڈتا ہے تو پھر اسی سچے اور حقیقی خداوند تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی غیر کی عبادت کرنا اور اس کو خدا تسلیم کرنا کہاں کا انصاف اور کہاں کی عقلمندی ہے چنانچہ امام المفسرین ابن جریر فرماتے ہیں۔ **وتاویل الکلام قل یا محمد لھولاء العادلین باللہ الاوثان والاصنام اخبرونی ان جاءکم ایھا القوم عذاب اللہ او جاءتکم الساعۃ اغیراللہ ھناک تدعون اوالی غیرہ من الھتکم تضرعون○**

ترجمہ : آیت کا طلب یہ ہے کہ (اے مصطفیٰ ﷺ) آپ ان لوگوں سے پوچھئے جو بتوں کو اللہ کے برابر یقین کرتے ہیں کہ اے قوم مجھے بتاؤ کہ اگر تم

پر اللہ کا عذاب آجائے یا اچانک قیامت قائم ہو جائے تو کیا اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے اور اپنے خداؤں کی طرف گھبرا کر نجات کے لئے دوڑو گے؟ علامہ قرطبی فرماتے ہیں یہ آیت مشرکین کو لاجواب کرنے کے لئے نازل ہوئی جو ویسے تو بتوں کی عبادت کیا کرتے اور جب عذاب چاروں طرف سے گھیر لیتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں عذاب ٹالنے کے لئے دعائیں کرنے لگتے۔
(القرطبی)

آیت نمبر32

ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھولاء شفعاؤ نا عنداللہ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون○ (سورہ یونس پ 11)

ترجمہ: اور (یہ مشرک) عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں یہ (معبود) ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ فرمائیے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس بات سے جو وہ نہیں جانتا نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں پاک ہے وہ اور بلند و بالا ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن: قرآن کریم میں ترمیم و اصلاح کا مشورہ دینے والے دانشوروں کی دانشمندی کی قلعی کھولی جا رہی ہے کہ ایسے بدھو ہیں کہ مٹی اور پتھر کے بے جان مجسموں کو اپنا معبود و مسجود بنائے ہوئے ہیں اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ پتھر کا روڑا جو کل تک زمین پر پڑا ہوا تھا وہ کسی صنم تراش کے ہتھوڑے کی چند ضربوں سے کیونکر خدائی کی مسند پر براجمان ہو کر ان کا حاجت روا بن گیا یہ بت یہ کسی نفع و نقصان کی قدرت نہیں رکھتے ان کی عبادت کرنا کیا شرف انسانی کی توہین نہیں علامہ رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ عبادت تو عظیم و تکریم کا سب سے بڑا بلند مقام ہے اور یہ اسی کے لئے زیبا ہے جس کا احسان و انعام تمام احسانات اور انعامات سے اعلیٰ و برتر ہو جیسے زندگی عقل و قدرت اور دنیوی اور آخروی منافع و فوائد یہ سب چیزیں تو اللہ وحدہ لا شریک کی عطا فرمودہ ہیں اس لئے اس کے بغیر اور کون ہے جسے خدا بنایا جائے۔

ان العبادة من اعظم انواع التعظیم فھی لا تلیق الا لمن صدر عنہ اعظم انواع الا نعام و ذالک لیس الا الحیاة والعقل والقدرة و مصالح المعاش والمعاد و اذا کانت المنافع والمضار لکلھا من اللہ سبحانہ و تعالی وجب ان لا تلیق العبادة الا اللہ تعالی (تفسیر کبیر)

ان بتوں کے متعلق ان کا عقیدہ تھا کہ وہ ان کی شفاعت کریں گے اور انہیں عذاب الٰہی سے بچالیں گے۔ یہ بھی ان کی نادانی تھی شفیع تو وہ ہوگا جسے بارگاہ رب العزت شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت ہوگی ان کو تو شفیع بنایا ہی نہیں گیا ان کی کیا مجال کہ اس بارگاہ عزت و جلال میں زبان تک بھی ہلا سکیں۔ بتوں کے متعلق ان کے دونوں عقیدے بیہودہ اور لغو ہیں جب ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تو ان پر غور کرنے کی ہی ضرورت نہ ہوگی اگر ان کا کوئی وجود ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ عام لوگوں کو اس کا علم نہ ہو لیکن کوئی چیز جو موجود ہو خواہ وہ کتنی مخفی اور پوشیدہ ہو وہ ہمہ بین اور ہمہ دان خدا سے تو پوشیدہ نہیں ہو سکتی اور جب اسے بھی اس لی خبر نہیں تو پھر ان کا سرے سے وجود ہی نہ ہوگا بتوں کی خدائی اور ان کی شفاعت کا رد کس بلیغ پیرائے میں کیا گیا ہے۔

آیت نمبر33

واذا را الذین اشرکوا شرکاءھم قالوا ربنا ھولاء شرکاءنا الذین کنا ندعوا

من دونک فالقوا الیھم القول انکم لکذبون(86 سورہ النحل ج 2)

ترجمہ : اور جب دیکھیں گے مشرک اپنے (ٹھیرائے ہوئے) شریکوں کو تو بول اٹھیں گے اے ہمارے رب! یہ ہیں ہمارے بنائے ہوئے شریک جنہیں ہم پوجا کرتے تھے تجھے چھوڑ کر تو وہ شریک جنہیں ہم پوجا کرتے تھے تجھے چھوڑ کر تو وہ شریک انہیں جواب دیں گے یقیناً تم جھوٹ بول رہے ہو۔

تفسیر ضیاء القرآن : روز محشر مشرکین اپنے آپ کو بری الذمہ اور بے گناہ ثابت کرنے کے لئے سارا الزام اپنے معبودوں پر لگائیں گے کہ اے اللہ العالمین یہ وہ ہیں جن کو ہم تیرا شریک بناتے تھے تجھے چھوڑ کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان بتوں کو قوت گویائی عطا کرے گا اور وہ ان کی تردید کریں گے کہ انہوں نے خود ہی ہمیں گھڑا اور خود ہی ہمیں تیرا شریک بنایا خود ہی ہماری عبادت میں لگ گئے ہم نے انہیں کب کہا تھا کہ وہ تیری عبادت چھوڑ کر ہماری پوجا شروع کر دیں **فینطق اللہ الاصنام حتی تظھر عند ذالک فضیحتہ الکفار** (قرطبی)

یعنی اللہ تعالیٰ ان بے زبان اور بے جان بتوں کو قوت گویائی دے گا تاکہ کفار کی رسوائی ظاہر ہو۔ اس آیت میں غور کرنے سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ کفار کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا ان کا یہ کہنا **ھولاء شرکاء نا** یہ وہ شریک ہیں جن کو ہم تیرا شریک ٹھہرایا کرتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے تو کفار اپنے بتوں کو خدا بھی کہتے تھے اور معبود سمجھ کر ان کی عبادت بھی کیا کرتے تھے۔

ولشرکاء الذین کنا ندعوھم الھتہ من دونک قال اللہ تعالی ذکرہ فالقوا یعنی شرکاء ھم الذین کانوا یعبدونھم من دون اللہ

علامہ پانی پتی فرماتے ہیں:

اربابا نعبدھم

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: **ای اصنامھم و اوثانھم التی عبدوھا**

عبداللہ بن ابی کو قمیص دینے میں حکمت

آیت نمبر34

ولا تصل علی احدمنھم مات ابدا " ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وما توا وھم فاسقون○ (سورہ توبہ)

ترجمہ : اور نہ پڑھیئے نماز جنازہ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر بیشک انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول مکرم کے ساتھ اور وہ مرے اس حالت میں کہ وہ نافرمان تھے۔

تفسیر ضیاء القرآن : منافقین نے جنگ تبوک میں شرکت نہ کرکے جب اپنے آپ کو آشکارہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ اب آپ بھی ان سے پہلی سی نرمی اور راحت کا برتاؤ نہ کیا کریں بلکہ ان کو ننگا ہونے دیں تاکہ دوسروں کے لئے موجب عبرت ہوں۔ اس لئے اب آئندہ ان کو جہاد میں شرکت سے روک دیا اور اسی سلسلہ میں ہی یہ حکم فرمایا کہ اب ان کی نماز جنازہ نہ پڑھا کیجئے اور نہ ان کی قبر پر تشریف لے جایئے۔ ان کی کفر گمراہی نے انہیں اسی قابل ہی نہیں چھوڑا کہ رحمت الٰہی ان کی طرف مائل ہو حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرض موت میں مبتلا

ہوا تو حضور ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس نے التماس کی کہ جب وہ مرجائے تو حضور ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی تشریف فرما ہوں۔ پھر اس نے ایک آدمی بھیجا اور عرض کی کہ کفن کے لئے اسے قمیص مرحمت فرمائی جائے۔ حضور ﷺ نے اوپر والی قمیص بھیجی اس نے پھر گزارش کی کہ مجھے وہ قمیص چاہئے جو آپ کے جسد اطہر کو چھو رہی ہے۔ حضرت عمرؓ پاس بیٹھے تھے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! آپ اس ناپاک اور گندے کو اپنی پاک قمیص کیوں مرحمت فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت سے نقاب اٹھایا اور فرمایا اے عمر! ان قمیصی لا یغنی عنہ من اللہ شیئا فلعل اللہ ان یدخل بہ الفا فی الاسلام (کبیر) اے عمر اس کافر اور منافق کو میری قمیص کچھ نفع نہیں پہنچائے گی بلکہ اس کے دینے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہزار آدمیوں کو مشرف با اسلام کرے گا۔ منافقوں کا ایک انبوہ کثیر ہر وقت عبداللہ کے پاس رہتا تھا جب انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ نابکار ساری عمر مخالفت کرنے کے بعد اپنی بخشش اور نجات کے لئے آپ کی قمیص کا سہارا لے رہا ہے تو ان کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے اور یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ اس رحمت عالمیان کی بارگاہ بیکس پناہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں منظوری ناممکن ہے تو بجائے اس کے کہ حالت یاس میں اس کا دامن پکڑنے کی ناکام کوشش کریں اب ہی کیوں نہ ایمان لے آئیں اور سچے دل سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی مانگ لیں اور اس کی شفاعت کے مستحق ہو جائیں۔ چنانچہ اسی دن ایک ہزار منافق اس قمیص کی برکت اور قمیص والے کے حسن خلق سے مشرف با اسلام ہوا۔ اسلم منہم یومئذ الف (کبیر) جو ڈوب چکا تھا وہ تو ڈوب چکا تھا لیکن ہزاروں ڈوبتے ہوؤں کو بچا لیا۔ جب وہ مرگیا تو اس کا بیٹا جو مخلص مسلمان تھا حاضر ہوا اور اپنے باپ کی موت کی اطلاع دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اس کا جنازہ پڑھ کر

اسے دفن کر آؤ۔ اس نے عرض کی حضور خود کرم فرما دیں۔ اس پیکر عفو و عنایت نے نہ نہ کی۔ اٹھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے روانہ ہونے لگے۔ حضرت عمرؓ نے پھر گزارش کی یارسول اللہ' اللہ اور رسول کے اس دشمن کی نماز جنازہ نہ پڑھیئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ور جبریل نے حضور ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا **ولا تصل علی احد** (الخ) اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے قمیص کیوں عطا فرمائی۔ مفسرین نے اس کی کئی ایک وجھیں بیان فرمائی ہیں ایک تو یہ کہ جب جنگ بدر میں (حضرت) عباس جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے گرفتار کئے گئے تو ان کی اپنی قمیص پھٹ گئی تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں قمیص پہنانا چاہی کیونکہ عباس دراز قامت تھے۔ عبداللہ بن ابی کا قد بھی بڑا لمبا تھا اس لئے اس کی قمیص کے سوا اور کوئی قمیص انہیں پوری نہ آئی اللہ کے رسول نے چاہاکہ اس کا یہ احسان دنیا میں ہی اتار دیا جائے نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ تعلیم دی کہ **اما السائل فلا تنھر** کہ کسی سائل کو نہ جھڑکئے' اس لئے حضور ﷺ نے اس کے سوال کو رد نہ کیا۔ اور سب سے بڑی وجہ وہی تھی جو حضور ﷺ نے خود بیان فرمائی کہ اس قمیص کی وجہ سے اللہ ایک ہزار منافقوں کو دولت ایمان سے مالا مال فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے اور بڑی برکت کیا ہو سکتی ہے' یہاں ایک چیز خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی اور اس کے لئے کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن صاحب ایمان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے لئے اگر اللہ کے محبوب کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ جائیں تو مغفرت یقینی ہے ارشاد الٰہی ہے **ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم**

الرسول لو جدوا اللہ توابا رحیما اللہ تعالیٰ ہمیں نعمت ایمان نصیب فرماوے اور اس دنیا میں بھی اور روز حشر بھی حضور ﷺ کی شفاعت سے بہرہ اندوز فرمائے آمین ثم آمین بجاہ شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین ﷺ۔

❁ ❁

زاویہ

زاویہ